قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

بدھ 17 جون 2020ء | 25 شوال 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:144

فرمانِ رسول ﷺ

بندہ چل کر آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ میری طرف ایک قدم آتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم آتا ہوں۔ بندہ چل کے آتا ہے تو میں دوڑ کے آتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب ذکر النبی و روایتہ عن ربہ حدیث 7536)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

خدا تعالیٰ دعا کرنے والوں کی دعا کو سنتا ہے

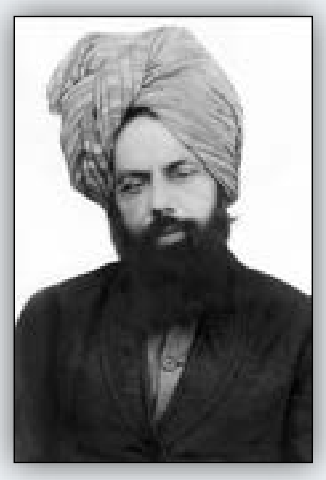

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے۔ پس میں بہت ہی قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔ بعض لوگ اس کی ذات پر شک کرتے ہیں۔ پس میری ہستی کا نشان یہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں پکاروں گا اور جواب دوں گا اور تمہیں یاد کروں گا۔ اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دُور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے وہ شخص تو تمہاری آواز سن کر تم کو جواب دے گا مگر جب وہ دُور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہیں سکو گے۔ پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دُوری دُور ہوتی جائے گی تو تم ضرور آواز کو سنو گے۔ جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابود ہو جاتی کہ اس کی ہستی ہے بھی۔ پس خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سن لیں یا دیدار یا گفتار۔ پس آج کل کا گفتار قائمقام ہے دیدار کا۔ ہاں جب تک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اس وقت تک ہم سن نہیں سکتے۔ جب درمیانی پردہ اُٹھ جاوے گا تو اُس کی آواز سنائی دے گی۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تیرہ سو برس سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ بند ہو گیا۔ اس کا اصل میں مطلب یہ ہے کہ اندھا سب کو ہی اندھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کی اپنی آنکھوں میں جو نور موجود نہیں۔ اگر اسلام میں یہ شرف بذریعہ دعاؤں اور اخلاص کے نہ ہوتا تو پھر اسلام کچھ چیز بھی نہ ہوتا۔ اور یہ بھی اور مذاہب کی طرح مردہ مذہب ہو جاتا۔‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 227-228)

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔

(الحج: 42)

ترجمہ: یعنی وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک باتوں کا حکم دیں گے اور بُری باتوں سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حقیقی مومن انسانیت کی خدمت کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

حقیقی مومن وہ ہیں جو طاقت ملنے کی صورت میں، کمزوری اور بے چینی کے بعد امن ملنے کی صورت میں، بہتر حالات ہونے پر، آزادی سے اپنی عبادت اور مذہب پر عمل کرنے کے حالات پیدا ہونے کے بعد اپنی خواہشات اور اپنے ذاتی مفادات کی طرف توجہ دینے والے نہیں بن جاتے بلکہ نماز قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دینے والے ہوتے ہیں۔ اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوتے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے غریبوں اور مسکینوں کے لئے اپنے مال میں سے خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اشاعتِ دین کے لیے قربانیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لیے اپنے مال میں سے خرچ کر کے اسے پاک مال بناتے ہیں۔ نیک باتوں کی طرف خود بھی توجہ دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیک باتیں کرنے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ برائیوں سے خود بھی رکتے ہیں اور دوسروں کو بھی برائیوں سے روکنے والے ہیں اور کیونکہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کے کاموں کے بہترین نتائج پیدا فرماتا ہے کیونکہ ہر چیز کا فیصلہ خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ پس جو کام خدا تعالیٰ کی ہدایت پر، اُس کے حکم پر، اُس کی خشیت کو دل میں رکھتے ہوئے کیا جائے تو یقیناً اس کا انجام تو بہتر ہی ہو گا۔ پس یہ اصولی بات اگر ہم میں سے ہر ایک سمجھ لے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ 25/اکتوبر 2019ء)

اس شمارہ میں

- منظوم: وہ زمین و آسمان کا خالق
- تعارف مجددین: حضرت عمر بن عبدالعزیز
- درِ مکنون: صدقہ سے علاج

دربارِ خلافت

نئے سال کی آمد پر احباب جماعت کو نصیحت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ فرمودہ 3 جنوری 2020ء میں فرمایا۔

نیا سال شروع ہوا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو مبارک بادیں دے رہے ہیں لیکن اندھیرے گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پس اس سال کے بابرکت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سال کو اس طرح بابرکت فرمائے کہ دنیا کی حکومتیں اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے دنیا کو تباہی کی طرف نہ لے جائیں بلکہ دنیا میں امن اور انصاف قائم کرنے والی ہوں۔ اپنی ذاتی اناؤں میں پڑ کر اپنے ملکی مفادات کو حاصل کرنے کے لیے انسانیت کو تباہ کرنے کے درپے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ مسلمان ممالک ہیں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کے ساتھ جڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے میں مددگار بنیں اور یہ لوگ توحید کو دنیا میں قائم کرنے والے ہوں نہ کہ مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اتنے بڑھ جائیں کہ اب تو انتہا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور یہ حق ادا کرتے ہوئے دنیا میں توحید کا جھنڈا لہرانے والے ہوں اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے والے ہوں اور اس کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور وسائل کو استعمال کرنے والے ہوں۔ اگر ہم یہ سوچ نہیں رکھتے اور اس سوچ کے ساتھ دعائیں نہیں کرتے اور اپنی دعاؤں کے ساتھ نئے سال میں داخل نہیں ہوتے تو ہمارے نئے سال کی مبارک بادیں سطحی مبارک بادیں ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ پس نئے سال کی حقیقی مبارک باد ہم پر جو ذمہ داری ڈال رہی ہے اس کا ہر احمدی بڑے چھوٹے مرد عورت کو احساس ہونا چاہئے اور اس کے لیے اپنی تمام کوششوں اور صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہئے اور اپنی دعاؤں میں اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں ایک خاص کیفیت پیدا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ تبھی ہم اس سال کی حقیقی برکتیں حاصل کرنے والے ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 جنوری 2020ء صفحہ 5 تا 10)

وہ زمین و آسمان کا خالق

کیا میں اور کیا میری اوقات
اس سے افضل نہیں کسی کی ذات
وہ زمین و آسماں کا خالق
اس سے ارفع نہیں ہے کائنات
کون ہے کیا ہے کہاں ہے وہ
کھوج کر دیکھو یہ سوالات
علم دولت طاقت اور اختیارات
تمہارا وہم گھمنڈ صرف مفروضات
دعا دوا فضل اور ہوں صدقات
دور ہو جاتے ہیں دکھ درد اور مشکلات
سمجھا نہیں خود کو اب تک
کیسے بتاؤں اس کی تجلیات
محبت اس کی یار چکھ تو لو
ایسی شیریں نہیں ہے کوئی لذت
اس کی باتیں ہیں علم کی باتیں
ملیں گے ان میں ہی سب جوابات
اس کے جلوؤں کو دیکھنا ہو اگر
دیکھ لو اس کی سب مخلوقات
چاند چہرے ہیں اس کے سب چہرے
دیکھ لو اس کے سب عجائبات
موت سے کیوں ڈر گئے پیارے
موت کے بعد ہی ہے اصل حیات
میرے مالک کوئی شکوہ ہے نہ شکایت ہے
بس تیرا شکر ہے تیرا فضل تیری عنایت ہے
میں نے کی ہے حقیر سی کوشش
نہیں ہے شاعری یہ ہیں گزارشات
خاک ہے خاک ہے اُسے رہنے دو
خاک میں ہے اس کی خاک کی نجات

کاشف ریحان خالد بیلجیئم

باسل احمد بشارت

پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

’’یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا۔‘‘

(المزمل:15)

رسول کریمؐ کی حضرت موسیٰ کے ساتھ کامل مماثلت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپؐ کے بعد امت محمدیہ میں مثل انبیائے بنی اسرائیل ایسے وجود آئیں جو دین کامل کا احیائے نو کریں۔ اس بارہ میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔ (سنن ابو داؤد) پس امت محمدیہ میں ہر صدی پر مجدد تجدید دین کے لیے آتے رہے اور اور چودھویں صدی کے مجدد مسیح و مہدیؑ ہیں۔ اس سلسلہ میں ان چودہ مجددین کے تعارف وسیرت کا ذکر کیا جائے گا۔

پیدائش ونام ونسب

آپ کا نام عمر اور ابوحفص کنیت تھی۔ آپ کے والد محترم کا نام عبد العزیز اور والدہ کا نام ام عاصم ہے۔ آپ کے والد بنو امیہ میں ایک ممتاز اور خاص مقام رکھتے تھے اور مصر کے گورنر تھے۔ اور ان کے گورنری کا زمانہ قریباً اکیس سال کے ایک طویل عرصہ پر محیط تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی والدہ ام عاصم حضرت عاصم بن عمر بن خطابؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت عمر خلیفۂ راشد آپ کے پڑنانا ہوئے۔

نافع سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا: ’’کاش اپنی اولاد میں سے مجھے وہ شاندار شخص معلوم ہوتا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی۔‘‘

(طبقات ابن سعد جزء5 صفحہ 330)

عبد اللہ بن دینارؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ’’ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ یہ حکومت ختم نہ ہوگی تاوقتیکہ اولاد عمرؓ میں سے اس امت کا والی ایک ایسا شخص نہ ہو جو عمرؓ کے نقشِ قدم پر چلے اور چہرے پر ایک مسّا ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبد العزیز کو لایا، ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب تھیں۔‘‘ (طبقات ابن سعد جزء5 ص330)

اس پیشگوئی کے مصداق حضرت عمر بن عبد العزیز مصر کے ایک گاؤں حلوان میں 62ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ ذہبی کے نزدیک آپ کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء جزء1 ص171، تذکرۃ الحفاظ جزء1 صفحہ 118)

تعلیم وتربیت

آپ کا بچپن مدینہ منورہ میں گزرا اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے زیر سایہ تربیت پائی اور صالح بن کیسان اتالیق مقرر ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور فصاحت و بلاغت اور شعر و شاعری میں مہارت حاصل کیا ور مدینہ کے متعدد علماء و فقہاء سے علم حاصل کیا۔علوم دینیہ میں آپ بڑے پایہ کے عالم تھے۔ علامہ ذھبی لکھتے ہیں: ’’آپ بڑے امام، بڑے فقیہہ، بڑے مجتہد، حدیث کے بڑے ماہر اور معتبر، حافظ، سند اور نرم خو تھے۔‘‘

(تذکرۃ الحفاظ جزء1 صفحہ 118)

میمون بن مہران کہا کرتے تھے کہ ہم عمرؒ کے پاس اس خیال سے آئے تھے کہ ہم سے وہ کچھ سیکھ سکیں لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ ہم خود ان کے شاگرد ہیں۔ آپ کے نزدیک علماء شاگردوں کی طرح ہوتے تھے۔‘‘

(تذکرۃ الحفاظ جزء1 صفحہ 118)

مدینہ کی گورنری

حضرت عمر بن عبد العزیز 87ھ تا93ھ مدینہ کے گورنر رہے۔ اس دور میں مکہ اور طائف بھی ان کے زیر حکومت تھے۔ آپ نے مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر کروائی اور ولید بن عبد الملک کے ایماء پر مسجد میں ایک فوارہ بھی تعمیر کروایا۔ مسجد نبوی کے ساتھ اطرافِ مدینہ کی مساجد جن میں رسول اللہؐ نے نماز ادا فرمائی تھی ان کو منقّش پتھروں سے تعمیر کروایا۔ (فتح الباری جزء1 ص571)

مدینہ میں مختلف جگہوں پر کنوئیں کھدوائے۔ آپؒ نے متعدد بار امیر الحجاج کا فریضہ سر انجام دیا۔ 93ھ میں ولید بن عبد الملک نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو بوجوہ معزول کر کے خالد بن عبد اللہ کو مکہ کا اور عثمان بن حیان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔ (تاریخ طبری جزء4 ص11 تا19)

سلیمان بن عبد الملک کی وفات اور خلعتِ خلافت

ولید بن عبد الملک کے بعد سلیمان بن عبد الملک خلیفہ مقرر ہوئے۔ سلیمان کو آپؒ پر بے حد اعتماد تھا اور اہم امور میں آپ سے مشورہ و معاونت لیتا تھا۔ 99ھ میں سلیمان بن عبد الملک کی وفات ہوئی تو رجاء بن حیات نے بنو امیہ کو مسجد وابق میں جمع کر کے ان سے نئے سرے سے سلیمان کے فرمان پر نئے خلیفہ کے لیے بیعت لی اور حسب فرمان حضرت عمر بن عبد العزیز کو اٹھا کر منبر پر کھڑا کیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز انّا للہ پڑھ رہے تھے کہ یہ بارِ عظیم مجھ پر کیسے آن پڑا اور ہشام بن عبد الملک اس لیے انّا للہ پڑھ رہا تھا کہ خلافت مجھے کیوں نہیں ملی۔

بیعت ہوجانے کے بعد سلیمان بن عبد الملک کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔ تجہیز و تکفین کے بعد شاہی سواری آئی لیکن آپ نے اسے ناپسند کیا اور اپنے خچر پر سوار ہوگئے۔ لوگوں نے قصر خلافت کی طرف لے جانا چاہا تو فرمایا کہ جب تک سلیمان کے اہل و عیال وہاں سے منتقل نہ ہوں میں اپنے خیمہ میں رہوں گا۔

(تاریخ طبری جزء4 ص60، طبقات ابن سعد جزء5 ص338)

خدمات وکارنامے

آپ کی خلافت کے بارہ میں لوگوں نے خوابیں دیکھی تھیں۔ خلافت کا آغاز آپ نے امن کے پیغام سے کیا۔ کتاب اللہ، دین اللہ اور سنت رسول کو مستحکم کرنے اور اپنانے پر زور دیا۔ (سیرۃ عمر بن عبد العزیز جزء1 ص40، 36)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسلمانوں میں جمہوریت کو از سر نو زندہ کیا اور اسلامی سیاست کی تجدید کر کے اس کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق مقرر کر دیا۔ خلافت اسلامیہ کی بنیاد کتاب و سنت اور آثار صحابہ پر قائم کی۔ اسی بناء پر علمائے امت نے ان کو خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے اور پہلی صدی کا مجدّد قرار دیا ہے۔ بنو امیہ کے حکمرانوں نے لوگوں کے مال و جائداد پر جو ظالمانہ قبضہ کیا تھا ان کو واپس دلانا ایک مجدّد خلافت اسلامیہ کا سب سے اولین فرض تھا۔ آپ نے سب سے پہلے یہی کام کیا جس پر خاندانِ بنو امیہ نے برہمی کا اظہار کیا۔ باغِ فدک جس پر ان کے خاندان کی معاش کا دارومدار تھا۔ خلیفہ بنتے ہی فدک کے متعلق رسول اللہؐ اور خلفائے راشدین کے طرز عمل کا پتہ کیا جب حقیقت کا پتہ چلا تو آپ نے قریش اور دیگر قبائل کو جمع کر کے کہا کہ فدک آنحضورؐ کے ہاتھ میں تھا، ان کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور بعد میں حضرت عمرؓ اس کا انتظام فرماتے رہے۔ آخر میں مروان نے اس کو اپنی جاگیر میں داخل کر لیا اس کے بعد وہ میرے قبضہ میں آیا اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ فدک کی جو حالت عہد رسالت میں تھی اس کو اسی طرف لوٹاتا ہوں۔

(سنن ابو داؤد کتاب الخراج باب فی صفایا النبیؐ من الاموال، طبقات ابن سعد جزء5 ص388)

آپ اسلامی تاریخ میں ایک فاتح کی حیثیت سے تو معروف نہیں لیکن آپ کا عہد خلافت جنگی مہمات سے خالی نہ تھا۔ 100ھ میں عراق میں فرقہ حروریہ نے سر اٹھایا تو آپ نے خود بسطام سردارِ خوارج کو خط لکھ کر مناظرہ کی دعوت دی۔ بسطام نے دو افراد کو مناظرے کے لیے بھیجا جو ناکام رہے۔ نتیجتاً جنگ ہوئی اور انہوں نے شکست کھائی۔

(تاریخ طبری جزء4 ص62)

وفات وتدفین

حضرت عمر بن عبد العزیز نے 25 رجب 101ھ میں زہر خورانی کی وجہ سے بیس روز بیمار رہنے کے بعد بمقام دیر سمعان وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات ایک سازش کا نتیجہ تھی۔ اس وقت آپ کی عمر 39 برس تھی۔ آپ دو برس، پانچ مہینے اور چار دن مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔

(طبقات ابن سعد جزء5 ص408 ، تاریخ طبری جزء4 ص68)

آپ نے اپنی قبر کے لیے زمین اپنی زندگی میں ہی خرید لی تھی اور خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے وصیت کی تھی کہ انھیں پانچ سوتی کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ اور عمامہ بھی ہو۔ انھوں نے کہا کہ ابن عمرؓ کے اعزہ میں سے جو مرتا تھا وہ اس کو اسی طرح کفن دیتے تھے۔ بوقتِ وفات آپ کی زبان پر سورۃ القصص کی آیت 84 تھی۔ (طبقات ابن سعد جزء5 ص406)

محمد بن معبد کا بیان ہے کہ شاہ روم نے نہایت غمزدہ حالت میں مجھے بتایا کہ مرد صالح حضرت عمر بن عبد العزیز کا انتقال ہوگیا پھر کہا ’’اگر عیسی علیہ السلام کے بعد کوئی مُردوں کو زندہ کر سکتا تو حضرت عمر بن عبد العزیز ہی کر سکتے تھے، مجھے اس راہب کی حالت پر کوئی تعجب نہیں جس نے اپنے دروازے کو بند کر کے دنیا کو چھوڑ دیا اور عبادت میں مشغول ہوگیا، مجھے اس شخص کی حالت پر تعجب ہے جس کے قدموں کے نیچے دنیا تھی اور اس نے اس کو پامال کر کے راہبانہ زندگی اختیار کی۔‘‘ (تاریخ دمشق لابن عساکر جزء56 ص15)

ازواج و اولاد وسیرت

حضرت عمر بن عبد العزیز کی تین بیویاں تھیں جن میں سے ایک بیوی عبد الملک بن مروان کی صاحبزادی فاطمہ بنت عبد الملک تھیں۔ اس کے علاوہ ایک ام الولد تھی۔ آپ کی اولاد کی مجموعی تعداد 16 تھی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز درویش صفت، نہایت خوش خلق، حلیم الطبع، متحمل مزاج اور نرم خو انسان تھے۔ دنیاوی شان وشوکت سے بالکل بیزار تھے۔ آپ اپنی امارت کے دور میں نہایت شان و شوکت سے رہتے تھے لیکن خلافت کے زمانہ میں نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ لباس اور غذا نہایت سادہ تھی۔متانت، سنجیدگی اور شرم و حیا کا پیکر تھے۔ رحمدلی ان کا خاص وصف تھا۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے۔ آپ ہمیشہ علماء کی قدر کیا کرتے تھے اور ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔عبادات کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ عام معمول یہ تھا کہ شام ہونے کے بعد آدھی رات تک امور خلافت انجام دیتے، آدھی رات کے بعد علماء سے صحبت رکھتے اور رات کا پچھلا پہر عبادت میں گزارتے۔ نماز فجر پڑھنے کے بعد

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

پھر حجرے میں چلے جاتے اور اس وقت کوئی دوسرا نہیں جا سکتا تھا۔آپ نے تقویٰ اور پرہیز گاری سے زندگی کو گزارا۔ بلاشبہ آپ صدق میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، عدل میں حضرت عمر فاروقؓ، حیا میں حضرت عثمان غنیؓ اور زہد میں حضرت علیؓ کے مثیل تھے۔آپ نے احیائے شریعت، ترویج سنت نبویہ، امحائے بدعات اور تحفظ عقائد کے لیے بہت سعی کی اور اسے ایک خلیفہ کا نصب العین قرار دیا۔حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’میں نے رسول اللہؐ کے بعد اس نوجوان یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہؐ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو۔‘‘

(سنن ابو داؤد جلد اول حدیث نمبر 886)

یحییٰ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے اور بہت خشیت الٰہی رکھتے تھے۔محبت رسولؐ اور محبت اہل بیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔آپ نے بنو امیہ کے دور سے جاری بد رسم خطبہ میں حضرت علیؓ کے خلاف الفاظ کے استعمال کو ختم کروایا۔

(طبقات ابن سعد جزء5 ،سیرت عمر بن عبدالعزیز جزء1ص47)

کارہائے نمایاں

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد خلافت میں خلفائے راشدین کے عدل و انصاف اور مساوات کو قائم کر دکھایا۔آپ نے اپنے پڑنانا حضرت عمر بن خطابؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی رعایا کا خاص خیال رکھا۔آپ کے عدل و انصاف کی وجہ سے لوگ اتنے خوشحال تھے کہ یحی بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم پر میں نے افریقہ میں صدقہ وصول کر کے اسے فقراء میں تقسیم کرنا چاہا تو مجھے کوئی فقیر نہ ملا کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو امیر بنا دیا تھا پھر میں نے صدقہ کی رقم سے غلام خرید کر آزاد کر دیئے۔

(سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم جزء1ص65)

آپ نے رعایا کے اموال اور حقوق کی حفاظت کی۔جابجا سرائے بنوائے، مہمان خانے تعمیر کروائے اور غرباء و مساکین کے لیے ایک لنگر خانہ بنوایا۔آپ کی خلافت کا زمانہ بہت کم تھا لیکن پھر آپ نے بہت سی اصلاحات کیں اور خلافت کو اس سطح پر لائے جس پر خلفائے راشدین کی خلافت تھی۔آپ نے بدعات کا خاتمہ کیا۔ بیت المال کی اصلاح کی۔ ذمیوں کے حقوق اور ان کے مذہبی مقامات کو پورا تحفظ دیا۔

(طبقات ابن سعد جزء5 ،سیرت عمر بن عبدالعزیز جزء1ص63)

آپ نے اپنے عہد میں بہت سی مساجد تعمیر کروائیں اور حدود حرم کی تجدید کروائی۔اپنی زندگی میں صرف ایک محل خناصرہ میں تعمیر کروایا جس میں اکثر رہا کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد، نھر الذھب فی تاریخ حلب جزء1ص68)

آپ نے بادشاہوں کو بذریعہ خطوط اسلام کی دعوت دی اور ان میں سے بعض نے اسلام بھی قبول کیا اور اپنے نام عربی میں رکھے۔

(فتوح البلدان از علامہ بلاذری جزء1ص425)

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں لوگوں میں روحانیت کو فروغ دیا اور نیکی و بھلائی کی طرف تحریض دلائی حتیٰ کہ نیکی پر ترغیب دلانے کی خاطر انعامات دینے کا بھی اعلان فرمایا جس کا بہت مثبت نتیجہ نکلا۔

(سیرۃ عمر بن عبدالعزیز جزء1ص121)

تدوین حدیث کی طرف آپ کی خصوصی توجہ تھی اور قاضی ابوبکر بن حزم گورنر مدینہ کو لکھا کہ ’’احادیث نبویہ کی تلاش کر کے ان کو لکھ لو کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے فنا ہونے کا اندیشہ ہے اور نبی کریمؐ کی حدیث کے علاوہ کوئی حدیث قبول نہ کی جائے۔‘‘ (بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

آپ نے نہ صرف تدوین احادیث نبویہ فرمائی بلکہ اس کی تعلیم و اشاعت کے لئے گورنروں اور عمّال کو تلقین کی کہ ممالک میں علماء بھجوائے جائیں اور مدرس و علماء وطلباء کے لیے وظائف مقرر کئے۔

(سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحاکم جزء1ص141، جامع بیان العلم جزء 1ص647، تذکرۃ الحفاظ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک یونانی حکیم اہرن القس کی کتاب کا عربی ترجمہ جو ماسرجیس نے مروان بن حکم کے زمانہ میں کیا تھا اور شاہی کتب خانے میں متروک پڑی تھی۔آپ نے اسے چالیس روز استخارہ کرنے کے بعد شائع کروا کے ممالک میں تقسیم کر دیا۔

(اخبار العلماء باخبار الحکماء جزء1ص243)

خلافت راشدہ کی یادِ نو

غرضیکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ایسی تھی جس نے مسلمانوں میں خلافت راشدہ کی یاد از سر نو تازہ کر دی۔ابن خلدون لکھتے ہیں:’’حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ مروانی سلسلہ کی درمیانی کڑی تھے،انھوں نے اپنی تمام تر توجہ خلفائے راشدین اور صحابہؓ کے طریقہ کی طرف مبذول کی۔‘‘

(تاریخ ابن خلدون جزء1ص258)

معروف شاعر فرزدق نے آپ کی وفات پر حسرت سے کہا:

کَمْ مِنْ شَرِیْعَةِ حَقٍّ قَدْ شَرَعْتَ لَهُمْ
کَانَتْ أُمِیْتَتْ وَ أُخْرَیٰ مِنْكَ تُنْتَظَرُ
یَا لَهْفَ نَفْسِیْ وَ لَهْفَ اللَّاهِفِیْنَ مَعِی
عَلَی الْعُدُوْلِ الَّتِی تَغْتَالَهَا الْحُفَرُ

ترجمہ: کتنی مردہ سچی شریعتوں کو آپ نے جاری کیا اور دوسری (شریعتیں) تعامل کے لیے منتظر تھیں۔میرا افسوس اور میرے ساتھ تمام افسوس کرنے والوں کا افسوس ان عادل لوگوں پر جن کو قبروں نے ہلاک کر دیا۔

(سیرۃ عمر بن عبدالعزیز لابن جوزی ص335)

☆...☆...☆

’’جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (المسیح الموعودؑ)

در مکنون

صدقہ سے علاج

کرونا وائرس دنیا بھر میں خطرناک صورتحال اختیار کرتا جا رہا ہے تمام دنیا اس سے بچنے اور اس کے دور کرنے کی فکر میں ہے۔مختلف احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین کی جارہی ہے کیونکہ علاج سے پرہیز بہتر ہے۔ ہر ممکن احتیاط کرنا نہایت ضروری ہے یہ ایسی وباء ہے جس کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ تاہم ایک روحانی علاج ایسا ہے جو ہر مرض پر کارگر ہے اور وہ ہے صدقہ۔

عَنْ عبداللہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَصِّنُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَاعِدُّوا الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ (المعجم الكبير للطبرانی مسند عبداللہ بن مسعود)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموال زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرلو۔ اور اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو اور بلاؤں کے مقابلہ کے لئے دعاؤں کے ساتھ تیاری رکھو۔

پس آج کل کے حالات میں بکثرت صدقات دینے چاہئیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کے علاوہ بھی صدقات کی بہت سے قسمیں ہیں بلکہ ہر نیکی صدقہ بن جاتی ہے۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ‘‘ (مختصر صحیح الامام البخاری) اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ‘‘ (صحیح بخاری کتاب الادب باب طیب الکلام) کہ پاکیزہ بات بھی صدقہ ہے۔ پس آج کے دن اصلاح نفس کے دن بھی ہیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکیں اور اس کی رحمتوں اور فضلوں کے وارث بن سکیں۔

ان پاکیزہ کلمات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بھی آ جاتی ہیں اور خلیفہ وقت کے ارشادات بھی آ جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان ایام میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا ہر روز مطالعہ کریں۔آجکل گھروں میں گزارنے کے لئے وافر وقت ہر ایک کے پاس ہے اس وقت کا زیادہ سے زیادہ مفید استعمال ہونا چاہئے اس لئے ان بابرکت کتب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں۔ چند ایک عربی میں بھی ہیں‘‘ (خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 401)

پس آجکل صدقے کی ہر قسم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

17جون2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	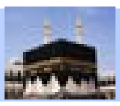	04:11	07:05
مدینہ منورہ	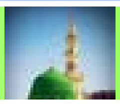	04:02	07:12
قادیان	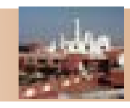	03:43	07:36
ربوہ	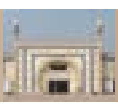	03:23	7:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	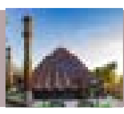	04:47	21:21